مولانا محمد یوسف انور حفظہ اللہ تعالیٰ

تحریک پاکستان اور علمائے اہلحدیث

23 مارچ 1940ء کی قرارداد پاکستان دراصل مسلمانان ہندو پاکستان کے لئے ایک نئی صبح کا طلوع تھا جس نے شکوک وشبہات اور مایوسیوں کے اندھیروں کو ختم کر دیا اور ان کی منزل کا تصور واضح کر دیا۔ نشان منزل سے لیکر حصول منزل 14 اگست 1947ء تک کا سفر سات سال میں کیسے طے ہوا یہ دراصل رضائے الٰہی سے تحریک پاکستان کے قائدین وکارکنان کی جدوجہد کا ثمر تھا۔

قائداعظم مسٹر محمد علی جناح نے نشان منزل تو کئی بار قوم کے سامنے واضح کر دیا تھا بطور مثال رقم طراز ہوں کہ 1945ء میں پیر صاحب مانکی شریف نے مسلم لیگ کو جائن کرنے سے قبل قائداعظم سے تصور پاکستان کے حوالے سے وضاحت چاہی تو قائداعظم نے پیر صاحب کو ایک خط رکھا جس میں انہوں نے وضاحت کی کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کبھی بھی شریعت کے منافی قوانین نہیں بنائے گی اور نہ ہی پاکستان کے مسلمان غیر اسلامی قوانین کی اجازت دیں گے۔

قرارداد پاکستان کی منظوری کے نو ماہ بعد قائداعظم کا ایک بیان ملاحظہ فرمائیں

"مسلم اقلیت والے صوبوں کے مسلمانوں کو اپنی تقدیر کا مقابلہ کرنا چاہئے لیکن مسلم اکثریت والے صوبوں کو آزادی دلانی چاہئے تاکہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق اپنی زندگی گذار سکیں" انقلاب 3 دسمبر 1949ء غور کیجئے کہ قائداعظم دسمبر 1940ء میں جب ابھی پاکستان کا تصور محض ایک خواب تھا اس مطالبے کا جواز یہ دے رہے ہیں کہ" تاکہ وہ اپنی زندگی اسلامی شریعت کے مطابق گذار سکیں۔

میں اپنے بہت سے مضامین اور بڑی بڑی کانفرنسوں میں تقریر کے دوران بیانگ دہل عرض کرتا چلا آ رہا ہوں اور مستند حوالوں کے ساتھ کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا نعرہ اہلحدیث عالم دین علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے دیا تھا اور دوسرا نعرہ "لے کے رہیں گے پاکستان بن کے رہے گا پاکستان" یہ نعرہ بھی اہلحدیث عالم دین حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے کلکتہ کے ایک جلسہ میں قائداعظم کی موجودگی میں دیا تھا۔ ہندوستان کے شہروں قصبات اور دیہات میں یہ نعرے گونج گئے تھے۔

تحریک پاکستان میں علمائے اہلحدیث کی تگ وتاز اور جدوجہد نا قابل فراموش ہیں بلکہ منزل کے حصول

کیلئے ان کی جانی ومالی اور کئی طرح کی قربانیاں تاریخ پاکستان کا روشن باب ہیں۔

جملہ معترضہ کے طور پر عرضداشت ہوں کہ تحریک پاکستان سے قبل کی برصغیر کی عظیم تحریکوں کے اولین مجاہدین علمائے اہلحدیث ہی تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی کا اسم گرامی پیش پیش نظر آتا ہے ان کی وفات پر آغا شورش کاشمیری نے تعزیتی مقالہ میں لکھا ہے۔

''اس حقیقت سے شاید کم لوگ واقف ہوں گے کہ پنجاب کے علماء میں سے مولانا سید محمد داؤد غزنوی وہ پہلے عالم دین تھے جنہوں نے تحریک خلافت کے زمانہ میں انگریزی حکومت کے خلاف اپنا پرچم کھولا' وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے امرتسر میں انگریزی حکومت کے خلاف وعظ وارشاد کا سلسلہ شروع کیا اور یہ شرف تاریخ نے ان کے سپرد کیا کہ وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو منبر ومحراب کے جمود سے کھینچ کر جہاد وغزا کے میدان میں اٹھالائے'' خود شاہ جی بھی اس کا اعتراف فرماتے تھے۔ یہ واقعہ ہے کہ امرتسر کی دینی زندگی میں سیاسی ہلچل ڈالنے کا آغاز انہی مولانا غزنوی کی بدولت ہوا۔ بلاشبہ انہیں پنجاب میں علماء کی جنگ آزادی کا پہلا سالار کہا جاسکتا ہے۔ آغا شورش کاشمیری آگے چل کر سکتے ہیں۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی تحریک خلافت میں سیاسی زندگی کی راہ پر نکلے اور اس وقت کلمہ حق بلند کیا جب آزادی کا نام لینے پر زبانیں کاٹ لی جاتیں اور انقلاب زندہ باد کہنے کی پاداش میں کوڑے لگتے تھے۔ پہلی دفعہ صوبہ میں مولانا غزنوی نے جمعیت العلماء کی بنیاد رکھی' خلافت کمیٹی بنائی' نتیجۃً تین سال قید بامشقت ہوگئی۔ دوسری دفعہ 1925ء میں پکڑے گئے' تیسری دفعہ 1927ء میں سمن کمشن بائیکاٹ کی تحریک میں دھر لئے گئے' مجلس احرار قائم ہوئی تو اس کے بانیوں میں سے تھے۔ مدت العمر اس کے سیکرٹری جنرل ہے۔ تحریک کشمیر میں چوتھی مرتبہ قید ہوئے' دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی تو ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ میں گرفتار ہوگئے اور ہندوستان چھوڑ دو کی تحریک میں تقریباً تین سال جیل میں رہے 1945ء میں صوبہ پنجاب کانگرس کے صدر چنے گئے۔ الیکشن لڑا اور دھاریوال کی لیبر سیٹ سے ممبر اسمبلی منتخب ہوگئے۔ 1946ء کے وسط میں کانگرس سے الگ ہوکر مسلم لیگ میں چلے گئے...... 23 دسمبر 1963ء

قارئین نے مندرجہ بالا سطور پر نگاہ ڈالی تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ علمائے اہلحدیث نے نہ صرف دینی وسیاسی عظیم تحریکوں میں حصہ لیا بلکہ وہ ان کے بانیوں میں سے تھے اور ان کٹھن راہوں میں قید وبند کے مصائب اور دوسری مشکلات کو بسر وچشم برداشت کیا۔ الغرض اگر ہم تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے کاز کو آگے بڑھانے کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں خطبہ الہ آباد سے لیکر 23 مارچ

1940ء کی قرارداد پاکستان اور پھر سات سالہ کاوشوں کے نتیجہ میں نوزائیدہ مملکت 14 اگست 1947ء کے وجود میں آنے تک علمائے اہلحدیث کا کردار انتہائی ممتاز اور سرفہرست نظر آتا ہے شاعر کی زبان......

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیابا ارم دیکھتے ہیں

تحریک پاکستان کے کٹھن مراحل میں مختلف ادوار میں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی ان کے بھتیجوں مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی' مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی' غزنوی علمائے کرام خصوصاً مولانا سید محمد داؤد غزنوی' مولانا محمد اسماعیل غزنوی' لکھوی خاندان کے علمائے سلف مولانا محی الدین لکھوی اور مولانا معین الدین لکھوی' مولانا عبدالمجید سوہدروی' اور پھر ان حضرات کے شاگردان رشید اور نوجوان مبلغین کی ایک لمبی اور وسیع فہرست سامنے آتی ہے۔ جنھوں نے اپنے اپنے علاقوں ہی میں نہیں بلکہ برصغیر کے دور دراز پرخطر ماحول میں دورے کئے۔

اور تحریک پاکستان کو آگے بڑھایا اور پھر جا کر ملک وجود میں آیا' انہی پاکباز قائدین نے قائداعظم کے رفقاء میں شامل ہو کر لوگوں کے دلوں میں آزادی کی شمع جلائی' اسی شمع کی روشنی نے قیام پاکستان کی راہ دکھائی۔

پاکستان بننے کے بعد 12 مارچ 1949ء کو قرارداد پاکستان پہلی دستور ساز اسمبلی نے پاس کی جس میں اس وقت کے مشرقی پاکستان کے ممبران اسمبلی مولانا اکرم خاں اور علامہ راغب احسن اہلحدیث سرکردہ علماء تھے۔ 22 نکات جو 31 علمائے کرام نے سید سلیمان ندوی کی صدارت میں کراچی کے ایک نمائندہ اجلاس مورخہ 9 فروری 1951ء میں منظور کئے اس اجلاس کے محرک مولانا داؤد غزنوی تھے اجلاس میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' مولانا محمد اسماعیل سلفی' مولانا محمد عطاء اللہ حنیف اور مولانا محمد حنیف ندوی بھی موجود تھے۔ اپنے ان نامور اسلاف کے مشن کو فروغ دیتے ہوئے موجودہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کی قیادت علامہ پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ اور علامہ حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ سرگرم عمل ہے۔ اسلامائزیشن کے اقدام تحریک تحفظ حرمین شریفین اور آزادی کشمیر کی ہر تحریک میں ہمارے قائدین محترم کا ممتاز اور نمایاں کردار ہے۔

☆☆☆☆☆☆